صريح السنة

امام ابی جعفر محمد بن جریر الطبری

ترجمہ وشرح: حافظ فیضان فیصل
تحقیق وتخریج: محمد ارشد کمال

(٢) يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي مُحْكَمِ كِتَابِهِ لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ [الأحقاف: 35]، وَقَالَ لَهُ ﷺ وَلِأَتْبَاعِهِ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ: ﴿أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتّٰى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيبٌ﴾ [البقرة: 214]، وَقَالَ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝ إِذْ جَاءُوكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللّٰهِ الظُّنُونَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ۝ وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ۝﴾ [الأحزاب: 9 - 12]، وَقَالَ تَعَالَى ذِكْرُهُ: ﴿أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ ۝﴾ [العنكبوت: 3]،

(٣) فَلَمْ يُخْلِ جَلَّ ثَنَاؤُهُ أَحَدًا مِنْ مُكْرَمِي رُسُلِهِ، وَمُقَرَّبِي أَوْلِيَائِهِ مِنْ مِحْنَةٍ فِي عَاجِلَةٍ دُونَ آجِلَةٍ؛ لِيَسْتَوْجِبَ بِصَبْرِهِ عَلَيْهَا مِنْ رَبِّهِ مِنَ الْكَرَامَةِ مَا أَعَدَّ لَهُ، وَمِنَ الْمَنْزِلَةِ لَدَيْهِ مَا كَتَبَهُ لَهُ.

ترجمہ:

(۲) اللہ عز وجل اپنی کتابِ محکم میں اپنے نبی ﷺ سے کہتے ہیں: ''پس آپ اس طرح صبر کریں جیسے عالی ہمت رسولوں نے صبر کیا۔'' اور اپنے نبی ﷺ اور ان کے پیروکاروں (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے فرمایا: ''یا تم نے گمان کر رکھا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ ابھی تک تم پر ان لوگوں جیسے حالات نہیں آئے جو تم سے پہلے تھے، انھیں تنگی اور تکلیف پہنچی اور وہ اس زور سے ہلائے گئے کہ رسول اور اس کے ساتھ ایمان لانے والے پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب ہوگی؟ سن لو! بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔'' اور فرمایا: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ پر اللہ کی نعمت یاد کرو، جب تم پر کئی لشکر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی، اور ایسے لشکر بھیجے جنھیں تم نے نہیں دیکھا، اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ اسے خوب دیکھنے والا تھا۔ جب وہ تم پر تمھارے اوپر سے اور تمھارے نیچے سے آگئے اور جب آنکھیں پھر گئیں اور دل حلقوں تک پہنچ گئے اور تم اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ اس موقع پر ایمان والے آزمائے گئے اور بہت زور سے ہلائے گئے۔ اور جب منافق لوگ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری تھی، کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے محض دھوکے کا وعدہ کیا تھا۔'' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کیا لوگوں نے گمان کیا ہے کہ وہ اسی پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ کہہ دیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی۔ حالانکہ بلاشبہ یقیناً ہم نے ان لوگوں کی بھی آزمائش کی جو ان سے پہلے تھے، سو اللہ ہر صورت ان لوگوں کو جان لے گا جنھوں نے سچ کہا اور ان لوگوں کو بھی ہر صورت جان لے گا جو جھوٹے ہیں۔''

(۳) چنانچہ اللہ جل تعالیٰ نے اپنے ہر برگزیدہ پیغمبر اور مقرب دوست کو آخرت کی بجائے اس دنیا ہی میں آزمائش سے دو چار کیا ہے، تاکہ وہ اس پر صبر کر کے

اپنے رب کے ہاں اس عزت افزائی کا مستحق ٹھہرے جو اللہ نے اس کے لیے تیار کر رکھی ہے اور اس مقام تک پہنچ جائے جو اللہ نے اس کے لیے لکھا ہوا ہے۔

شرح:

❁ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اولوالعزم پیغمبروں کی مانند صبر کرنے کا حکم دیا ہے۔ اولوالعزم پیغمبر کون ہیں؟ اس کے متعلق مفسرین کے دو مشہور اقوال ہیں:

(۱) اس سے مراد وہ پانچ رسول ہیں جنھیں اللہ نے سورہ الأحزاب کی آیت نمبر ۷ ﴿وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا﴾ اور سورہ الشوریٰ کی آیت نمبر ۱۳: ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝﴾ میں اکٹھا ذکر کیا ہے۔ یعنی محمد ﷺ، نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام۔ (تفسیر ابن کثیر: ۷/۳۰۵)

(۲) اس سے مراد تمام رسول ہیں۔ اور یہاں مِن تبعیضیہ نہیں بلکہ بیانیہ ہے۔ ہمارے استاذ شیخ صالح العصیمی حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ قول زیادہ قوی ہے اگرچہ شہرت پہلے قول کو حاصل ہے۔ حافظ عبدالسلام بن محمد رحمہ اللہ نے بھی اسی قول کو اختیار فرمایا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔
(تفسیر القرآن الکریم: ۴/۲۹۷)

❁ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ ....: اس آیت میں اس امر کا بیان ہے کہ ایمان لانے کے بعد آزمائشوں کا آنا اللہ تعالیٰ کی سنتِ قدریہ ہے، جو ہمیشہ سے چلی آ رہی ہے۔ سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی زبوں حالی کی شکایت کی اور عرض کی کہ اللہ سے ہمارے لیے مدد طلب فرمائیں اور دعا کریں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((قَـدْ كَـانَ مَـنْ قَبْلَكُمْ ، يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ ، فَيُـجْـعَـلُ فِيهَـا ، فَيُـجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ ، وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ وَعَظْمِهِ ، فَمَا يَـصُـدُّهُ ذَلِكَ عَـنْ دِيـنِـهِ ، وَاللهِ لَيَتِمَّنَّ هَذَا الْأَمْرُ ، حَتَّى يَسِيرَ الـرَّاكِـبُ مِـنْ صَـنْـعَـاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ ، لَا يَخَافُ إِلَّا اللهَ ، وَالذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ ، وَلَكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ .))

''تم سے پہلے لوگ جو تھے ان میں سے ایک شخص کو پکڑ لیا جاتا پھر زمین میں اس کے لیے گڑھا کھودا جاتا اور اسے اس میں رکھا جاتا، آرا لایا جاتا اور اس کے سر پر رکھ کر اس کے دوٹکڑے کر دیے جاتے اور لوہے کی کنگھیوں سے اس کے گوشت اور ہڈیوں کو ادھیڑ دیا جاتا، لیکن یہ ظلم وتشدد اس کو دین سے پھیر نہیں سکتا تھا۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اس دین کو ضرور غالب فرمائے گا، یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حضرموت تک تنہا سفر کرے گا اور اسے ڈر ہوگا تو صرف اللہ کا، یا اپنے مویشیوں پر کسی بھیڑیے کا، مگر تم لوگ جلد بازی کرتے ہو!''

(صحيح البخاري ، ح : ٦٩٤٣)

❁ : يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ نِعْمَةَ ٱللَّهِ..... : ان آیات میں غزوہ احزاب کی منظر کشی کی گئی ہے جب سب کفار مل کر مسلمانوں پر چڑھ دوڑے تھے، اور مسلمان شدید بھوک، خوف اور مشقت سے دوچار تھے، تب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں اور ہواؤں کی صورت میں اپنے لشکر بھیج کر مسلمانوں کی مدد فرمائی۔ لیکن اس صورت حال کا فائدہ یہ ہوا کہ مومن اور منافق کی تمیز ہو گئی۔ امام صاحب رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں "ابتـلـی الـمـؤمنون" کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

عِـنْدَ ذَلِكَ اخْتُبِرَ إِيمَانُ الْمُؤْمِنِينَ ، وَمُحِّصَ الْقَوْمُ ، وَعُرِفَ الْمُؤْمِنُ مِنَ الْمُنَافِقِ: ''اس موقع پر مومنوں کے ایمان کا امتحان لیا گیا، اور ان کی چھانٹی کر دی گئی،

اور مومن ومنافق پہچان لیے گئے۔‘‘(تفسیر الطبری : ۱۹/ ۳۷)

❁: اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا .....: ان آیات میں بھی سابقہ آیات کی طرح اسی بات کو بیان کیا گیا ہے کہ ایمان لانے کے بعد آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، تاکہ ایمان کو پرکھا جا سکے، اور سچے وجھوٹے کی تمیز ہو جائے۔ اس امتحان میں دو باتیں شامل ہیں:

(۱) **شرعی تکالیف** : یعنی اللہ تعالیٰ کے اَوامر ونواہی۔ جو ان کو بجا لاتا ہے، وہ امتحان میں کامیاب رہتا ہے اور جو اعراض برتتا ہے تو وہ اپنے عمل سے اپنے دعوے ایمان کو جھٹلا دیتا ہے۔

(۲) **قدری تکالیف**: یعنی دین کے راستے میں مصائب ومشکلات، ہجرت و جہاد اور خوف وفقر جیسے امور پیش آتے ہیں۔ جو ان سب امور میں ثابت قدم رہے وہ اپنے دعوے کو سچ کر دکھاتا ہے، اور جو بے حوصلہ ہو کر دین سے پھر جائے وہ جھوٹا ثابت ہو جاتا ہے۔

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

”وللمفسرين فيه قولان: أحدهما: لا يُفْتَنون في أنفسهم بالقتل والتعذيب، قاله مجاهد . والثاني: لا يُبْتَلَوْن بالأوامر والنواهي . “

’’مفسرین کے اس بارے میں دو قول ہیں: ایک یہ کہ کیا وہ اپنی جانوں میں قتل اور تعذیب کے ذریعے نہیں آزمائے جائیں گے؟! یہ مجاہد رحمہ اللہ کا کہنا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ کیا وہ اوامر ونواہی کے ذریعے نہیں آزمائے جائیں گے؟!‘‘

(زاد المسير في علم التفسير : ۳/ ۳۹۹)

❁: فَلَمْ يُخْلِ جَلَّ ثَنَاؤُهُ أَحَدًا ......: اس جملے میں امام رحمہ اللہ نے انبیاء واولیاء کی آزمائش کی یہ حکمت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آزمائش کے ذریعے ان کے مقام ومرتبے کو مزید بلند کر دیتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات کے بخار کا ذکر کرتے

ہوئے فرماتے ہیں: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے جسم مبارک کو چھوا اور کہا: آپ کو تو بہت تیز بخار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((أَجَلْ ، كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ)) "ایسا ہی ہے، میرے بخار کی تکلیف تم لوگوں میں سے دو کے برابر ہوتی ہے۔" میں نے عرض کی: پھر آپ کا اجر بھی دوہرا ہوتا ہوگا۔ آپ نے فرمایا: ((نَعَمْ ، مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى ، مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ ، إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِ ، كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا)) "ہاں، کسی بھی مسلمان کو بیماری یا کوئی اور تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ اس کے گناہوں کو یوں جھاڑ دیتے ہیں جیسے درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔" (صحيح البخاري : 5667 ، صحيح مسلم : 2571)

امام ابن القیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) نے اہلِ ایمان کی ابتلاء سے متعلق گیارہ اصول ذکر فرمائے ہیں اور اس موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔ جزاه الله عنا خيرا ۔ ان میں سے چھٹا اصول یوں بیان فرماتے ہیں:

"أن ابتلاء المؤمن كالدّواء له يستخرج منه الأدواء التي لو بقيت فيه أهلكته ، أو نقصت ثوابه ، وأنزلت درجته ، فيستخرج الابتلاءُ والامتحانُ منه تلك الأدواء ، ويستعدُّ به لتمام الأجر وعلوّ المنزلة . ومعلوم أن وجود هذا خير للمؤمن من عدمه ، كما قال النبي ﷺ: ((والذي نفسي بيده! لا يَقضي الله للمؤمن قضاءً إلا كان خيرًا له ، وليس ذلك إلا للمؤمن ، إن أصابته سَرّاءُ شكر فكان خيرًا له ، وإن أصابته ضرّاءُ صبر فكان خيرًا له)) فهذا الإبتلاء والإمتحان من تمام نصره وعزِّه وعافيته . "

"مومن کے لیے آزمائش دوا کی مانند ہوتی ہے جو سب (روحانی) بیماریوں کو نکال پھینکتی ہے۔ اگر وہ بیماریاں انسان کے اندر رہ جائیں تو اسے ہلاک کر دیتی ہیں، یا ثواب کم کر دیتی ہیں، یا درجات گھٹا دیتی ہیں۔ تو آزمائشیں مومن کی ان بیماریوں کو نکال کر اسے مکمل اجر اور بلند مقام کے قابل بنا دیتی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ مومن کے

حق میں ایسی آزمائش کا ہونا، نہ ہونے سے بہتر ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:
''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اللہ مومن کے حق میں جو بھی فیصلہ کرتا ہے وہ اس کے لیے بہتر ہوتا ہے، اور یہ مومن ہی کا خاصہ ہے، اگر آسائش پہنچتی ہے تو شکر بجا لاتا ہے جو اس کے حق میں بہتر ہو جاتا ہے، اگر تنگی پہنچتی ہے تو صبر کر لیتا ہے جو اس کے حق میں بہتر ہو جاتا ہے، تو یہ آزمائش مومن کے لیے کمالِ نصرت، عزت اور عافیت کا مظہر ہوا کرتی ہے۔'' (إغاثة اللهفان فی مصاید الشیطان: ۲/ ۹۳۵)

اور بعض سلف سے نقل کرتے ہیں:

"لو لا مصائب الدُّنیا لوردنا القیامة مفالیسَ ."

''اگر دنیاوی مصیبتوں (کے ذریعے گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندی) نہ ہوتو ہم قیامت کے دن تہی دامن رہ جائیں۔'' (زاد المعاد: ۴/۲۷۵)

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

'إن المؤمن لابد أن یفتن بشیء من الفتن المؤلمة الشاقة علیه لیمتحن إیمانه کما قال الله تعالی: ﴿ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ هُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ ۝ وَ لَقَدۡ فَتَنَّا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَلَیَعۡلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا وَ لَیَعۡلَمَنَّ الۡکٰذِبِیۡنَ ۝ ﴾ ولکن الله یلطف بعباده المؤمنین فی هذه الفتن، ویصبرهم علیها، ویثیبهم فیها، ولا یلقیهم فی فتنة مضلة مهلکة تذهب بدینهم ."

''مومن پر لازماً کوئی نہ کوئی دردناک اور گراں بار آزمائش آتی رہتی ہے تا کہ اس کے ایمان کا امتحان ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''کیا لوگوں نے گمان کیا ہے کہ وہ اسی پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ کہہ دیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی۔ حالانکہ بلاشبہ یقیناً ہم نے ان لوگوں کی بھی آزمائش کی

جوان سے پہلے تھے، سو اللہ ہر صورت ان لوگوں کو جان لے گا جنھوں نے سچ کہا اور ان لوگوں کو بھی ہر صورت جان لے گا جو جھوٹے ہیں۔'' لیکن اللہ ان آزمائشوں میں اپنے مومن بندوں کے ساتھ کرم نوازی کرتے ہیں، اور انھیں صبر کی توفیق دیتے ہیں، اور اس آزمائش کو باعثِ ثواب بنا دیتے ہیں۔ اور انھیں ایسی مہلک و گمراہ کن آزمائش سے دوچار نہیں کرتے جو ان کا دین لے جائے۔''

(اختیار الأولی فی شرح حدیث اختصام الملأ الأعلی : ۸۰)

اچھی اور بری بیوی

(سیّد تنویر الحق شاہ ہزاروی)

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ((والله ما أفاد امرؤ فائدة بعد إيمان بالله عزوجل خيرا من امرأة حسنة الخلق، ودود ولود، والله ما أفاد امرؤ فائدة بعد كفر بالله عزوجل شرا من امرأة سيئة الخلق، حديدة اللسان، والله إن منهن لغلا ما يفدى منه، وإن منهن لغنما ما يحذى منه'' ''اللہ کی قسم! کوئی بھی انسان اللہ پر ایمان رکھنے کے بعد جس سب سے بڑی خیر سے مستفید ہوتا ہے وہ ایسی بیوی ہے جو خوش اخلاق، پیار و محبت نچھاور کرنے والی اور بچے جننے والی ہو۔ اللہ کی قسم! کوئی بھی بندہ اللہ کے ساتھ کفر کرنے کے بعد جس سب سے بڑی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے وہ بداخلاق اور پھوڑ بیوی کا ملنا ہے، جس کی زبان قینچی کی طرح چلتی ہو۔ اللہ کی قسم! ان میں سے بعض عورتیں گلے کا وہ پھندہ ہیں جن سے جان نہیں چھڑوائی جا سکتی ہے۔ اور ان میں سے بعض ایسی بیش قیمت نعمت ہیں جن سے کسی طرح بے رغبتی نہیں برتی جا سکتی ہے۔'' (مسند علی بن الجعد، ح: ۱۰۷۷ وسنده صحیح، الإشراف فی منازل الأشراف لابن ابی الدنیا، ح: ۲۶۸، مصنف ابن ابی شیبة: ۳/ ۵۵٤، ح: ۱۷۱۳٦)